عشقِ حلّاج

لوئی ماسینوں (…s Massignon)

ترجمہ: لئیق بابری

منصور الحلاج کا شمار تاریخ اسلام کی ممتاز ترین شخصیات میں ہوتا ہے، اس نے خون دے کر عالمی شہرت حاصل کی اور لوگوں کے دلوں پر اپنی عظمت کا تخت بچھایا۔ اگر اس پر مقدمہ چلانے والے خلیفہ اور قاضیوں کو پتہ چل جاتا کہ تاریخ حلّاج کے گیت گائے گی تو شاید وہ فیصلہ کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لیتے اور رسوائی سے بچ نکلتے۔ حلّاج کو کیوں قتل کیا گیا؟ کسی نے اسے سیاسی قتل قرار دیا، کسی نے کہا کہ اس نے محبت کے راز کو فاش کیا تھا جس کی پاداش میں اسے جان سے ہاتھ دھونا پڑا، لیکن خود حلّاج کے اپنے قبیلے نے یعنی صوفیہ نے حلّاج کے قتل کی ایک وجہ یہ بیان کی ہے کہ حلّاج سے شان رسالت میں ایک فکری گستاخی سرزد ہوئی تھی۔ جس کے کفارے میں حلّاج نے رسول کریمؐ کے حکم پر اپنی جان کا تحفہ پیش کیا۔ ابن عربی کا کہنا ہے کہ حلاج کا یہ خیال تھا کہ رسول کریمؐ کی ہمت اور ظرف آپ کے منصب رسالت سے فروتر ہے، اس لئے کہ آپ تمام انسانوں، کافر ہوں یا مومن، کے لئے شفاعت نہیں فرمائیں گے۔ حالانکہ انہیں تمام بنی نوع انسان کے لئے شفاعت کرنی چاہیئے کیونکہ قرآن مجید نے فرمایا ہے: "تیرا پروردگار تمہیں (رسول کریمؐ کو) اپنے لطف سے نوازے گا اور تم مطمئن ہو جاؤ گے۔"[۱] آپ پر بقول حلّاج، فرض تھا کہ جب تک خدا تمام لوگوں کے بارے میں شفاعت قبول نہ فرماتے آپ راضی نہ ہوتے۔ اس "تخیل" کے بعد حلاج نے خواب میں رسول کریمؐ کو دیکھا۔ رسول کریمؐ نے فرمایا: منصور! کیا تم نے حدیثِ قدسی نہیں سنی کہ جب خدا کسی کو دوست رکھتا ہے تو پھر وہ خود اس کی زبان، کان، آنکھ اور ہاتھ بن جاتا ہے۔ جی! میں نے یہ حدیث سنی ہے! حلّاج نے عرض کیا۔ جب میں (رسول کریمؐ) اللہ کا محبوب ہوں تو پھر وہی میری زبان ہے۔ اور وہی

---

۱ - سورۃ الضحیٰ -

شفاعت کرنے والا اور وہی شفاعت سننے والا ہے۔ منصور نے یہ سن کر کہا یارسول اللہ! میں اپنی رائے سے دست بردار ہوتا ہوں۔ اس گناہ کا کیا کفارہ دوں؟ "جان کی قربانی"! رسول کریمؐ نے فرمایا۔ چنانچہ منصور قتل ہو گیا۔ موت کے بعد حلاج کو مسلسل تین سو سال تک دربار رسالت میں جگہ نہ ملی۔ آخر تمام پیغمبروں کی سفارش پر رسول کریمؐ نے حلاؔج کو اپنے دربار میں آنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ؎۲

کلاسیکی مؤرخین اور صوفیا کرام نے اپنی تحریروں میں حلاؔج کا ذکر گہری محبت وعقیدت سے کیا ہے۔ موجودہ عہد میں بعض غیر مسلم مستشرقین، خاص طور پر لوئی ماسینوں نے حلاج کو اپنی تحقیق کا موضوع بنایا۔ لوئی ماسینوں نے جن کی ذات علمی دنیا میں محتاج تعارف نہیں ہے۔ ؎۳

اپنی زندگی کا بیشتر حصہ حلاؔج کی نذر کیا اور اس کی کتابوں کے خوبصورت ایڈیشن پیرس سے شائع کئے اور خود ایک مفصل کتاب عشق حلاؔج پر لکھی۔

؎۲ ۔ شیخ ابن عربیؒ نے یہ قصہ حضرت ہود کی زبانی بیان کیا ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر روح البیان از اسماعیل حقی۔ سورۃ الضحیٰ۔

عہد جدید میں فکری گمراہی کی داستان دراصل گستاخی اور بے ادبی کی طویل داستان ہے، جسے آزادی رائے، کے پردے میں روا رکھا گیا۔ اس لئے ہمیں دنیا کے تمام پیغمبروں اور خاص کر خاندان نبوت کے آخری تاجدار کے بارے میں ہر قیمت پر پاس ادب رکھنا چاہیے اور کھوکھلے مادہ پرستانہ پروپیگنڈا سے فکر ونظر کا بچاؤ کرنا چاہیئے۔

؎۳ یہاں اس بات کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ جب ۱۹۵۰ء میں مادام مادر (Meyerovitch) نے ڈاکٹر اقبال کے انگریزی خطبات کا فرنچ ترجمہ شائع کیا تو ماسینوں نے اس کا مقدمہ لکھا۔ خود ڈاکٹر اقبال اپنی وفات سے قبل جیسا کہ ماسینوں نے کہا ہے پیرس میں ماسینوں سے ملے، اور جاوید نامہ میں حلاؔج کے ابلیسی تصور کی خود ہی تشریح فرمائی۔ ماسینوں نے مزید لکھا ہے کہ ابوالکلام آزاد کا خیال ہے کہ بنگال کے منصوری، حلاج کے ابلیسی تصور جسے اقبال نے جاوید نامہ میں پیش کیا ہے، سے مماثلت رکھتے ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے "مولانا آزاد سے میری ملاقاتیں" از ماسینوں ابوالکلام آزاد، مرتب ہمایوں کبیر۔

کہا جاتا ہے کہ ماسینوں نے سابق پوپ سے یہ درخواست کی تھی کہ کلیسا کے شہداء کی فہرست میں حلاج کا بھی اضافہ کر لیا جائے۔

پتہ نہیں پوپ نے اس کا کیا جواب دیا۔ البتہ حلاج سے ماسینوں کو جو عشق ہے اس کا راز ضرور فاش ہو گیا۔

ہمیں خوشی ہے کہ ہم یہاں ماسینوں کی کتاب "عشق حلاج"[کے] کے مقدمے کا ترجمہ جسے فرنچ زبان کے ماہر ڈاکٹر لیئق بابری نے کیا ہے، پیش کر رہے ہیں۔ (رشید احمد جالندھری)

اسلامی روایات میں، عرب، ایران، ترکی، ہندوستان اور ملایا کے شاعروں کے ہاں، الحلاج اللہ کا ایک "عاشق صادق" کا نمونہ بن گیا ہے۔ جسے "میں حق ہوں" کی مجذوبانہ صدا لگانے کے جرم میں سولی پر چڑھا دیا گیا۔

بغداد کے عباسیہ خلفاء کی تاریخ میں حلاج ایک بڑے سیاسی مقدمے کا نشانہ بنا جس کا محرک اس کے عوامی خطبات تھے۔ یہ مقدمہ وقت کی تمام اسلامی طاقتوں کو حرکت میں لایا۔ امامیہ، سنی، فقہا اور اصفیا کی المناک کشمکش عالمگیر خلافت اور عرب اتحاد کی تباہی کا پیش خیمہ بنی۔

"الحلاج کا عشق" یہ عنوان ادبی نگارش سے کہیں زیادہ ہے۔ یہ ایک شہید کی داستان ہے، جس کے ارد گرد اسلامی تاریخ میں تقدس کا ایک نورانی دائرہ ہے۔ اس کے تاریخی مآخذ کا تجزیہ ہمیں بتائے گا کہ حلاج کس شخصیت کا مالک تھا، اس کی تصانیف کا ترجمہ ہمیں اس کے نظریۂ عشق اور اس کی سچی قربانی کی تصویر پیش کرے گا۔

پہلا حصہ مناظر کے ایک سلسلے پر منحصر ہے جن میں الحلاج کی زندگی، اس کی ذاتی ریاضت سے لے کر اس کے مقدمے کے سرکاری بیانات اور جام شہادت پینے کی وجوہ تک[شہ] کی منزلوں کا تعین ہے۔

[کے] لوئی ماسینوں (Louis Massignon) نے ۱۹۲۲ء میں پیرس سے (Passion D Al-Hallag) (عشق حلاج) شائع کی، ۱۹۷۰ء میں اب اس کا دوسرا ایڈیشن بھی بازار میں آ گیا ہے۔

[شہ] ہم نے انہیں شائع کیا ہے یہ الحلاج کی زندگی کے بارے میں چار غیر مطبوعہ متن پیرس ۱۹۱۴ء

اور ہمیں اس کے سماجی ردِ عمل کا پتہ چلتا ہے، یہاں اس مرد درویش کی یہ جدّت آشکار ہوگی کہ اس نے مذہب کی ان مصلحت آمیز موشگافیوں کو مسترد کر دیا، جن پر تصوف کے دوسرے بزرگ کاربند تھے۔ یہ گھومتا پھرتا مبلغ وقت کے دوسرے داعیوں کی طرح ایک سماجی انقلاب کا پرچار نہیں کرتا، اس کے برعکس وہ دلوں میں اللہ کی حکومت قائم کرنے اور لمحۂ توبہ کی دعوت کو اپنا شعار بناتا ہے۔

دوسرا حصہ جو معاصر دینی فکر کی رعایت سے اس کے فلسفہ پر مبنی ہے۔ اور جسے اس کی تصانیف کے ترجموں سے ترتیب دیا گیا ہے ـہ

اس میں یہ دکھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ کس طرح اس مردِ مومن کے ہاں، شرعی زندگی، نماز کی پابندی ذکر و افکار اور الوہیت نے ضمیر کے بحران کو جنم دیا، اور جس کی انتہا ایک یادگار مقدمے اور سزا پہ ہوئی اور کس طرح اسلام کے بنیادی قدامت پرست عناصر، قرآنی مسائل، مثلاً شیطان کا نزول "حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا شبانہ معراج" اس کے مذہبی عقیدے کا ڈھانچہ تیار کرنے میں ممد بنے۔ اور جنہیں اس نے اپنی زندگی پر وارد کیا۔ صوفی کی حیثیت سے الحلاج نے اپنے نظریئے کو بڑی جانفشانی کے ساتھ (اپنے) قائم کردہ عقلی دلائل سے ثابت کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی، اور اس کی شاہکار تصانیف "طاسین الازل" اور "بوستان المعرفۃ" اختصار کے ساتھ شوق و جذبے اور گہرے جدلیاتی فہم کے امتزاج کا ثبوت کرتی ہیں۔

الحلاج نے عروجِ اسلام کے اس منفرد زمانے میں زندگی گزاری جبکہ بغداد میں عرب تمدن آرمینین اور یونانی دنیا کی دو ثقافتوں کے سنگم پر دسویں صدی عیسوی کا علمی مرکز تھا۔ عرب فکر کو اس وقت بڑے کہنہ مشق اساتذہ میسر آئے۔ نظّام اور ابن الراوندی سے باقلانی تک مذہب میں جاحظ سے توحیدی اور ابن سینا تک فلسفے میں۔ ابو نواس، ابن الرومی سے متنبّی اور معرّی تک شاعری میں خلیل سے ابن جنّی تک لسانیات میں رازی طبیبوں میں، بطّانی ریاضی دانوں میں، ان کے ساتھ بلکہ ان میں سے اولین صوفی مذہب والوں میں سے انطاکی اور محاسبی سے بھی زیادہ گہرے طریق سے اور غزالی سے بھی زیادہ استقامت سے۔ الحلاج نے ایک بے حد قیمتی راہِ عمل کا احساس کیا۔ زندگی کے اصول میں خارجی فعل کو 'دل کی نیت سے مطابقت پیدا کرتے ہوئے، جو کہ

ـہ اس کی کتاب طواسین کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے، پیرس ۱۹۱۲ء

محض عربی صَرف و نحو کے فہم ہی پر مبنی نہ تھا، بلکہ اس میں منطق کو بھی دخل تھا۔ جیسا کہ یونانیوں نے اسے تسلیم اور منضبط کیا تھا، اس نے اسے عقل کی ریاضت کے طور پر استعمال کیا، محسوس نقوش اور صنعت گری سے پاک کیا، اور ایک منفی راہ سے وصال کی منزل نکالی بعد میں آنے والے دوسروں کی طرح تنگ استدلالی بھول بھلیوں کی وادیوں میں بھٹکے بغیر دل کی مکمل رضا کو آسمانِ رحمت کے تقاضوں سے ہمکنار کیا۔

۱۹۱۲ - ۱۹۱۳ء میں قاہرہ کی مصری یونیورسٹی میں فلسفیانہ فرہنگ کی تاریخی تشکیل کے موضوع پر دیئے گئے عربی درس نے الحلاج کے تکنیکی فرہنگ[7] کے ماخذ کے مطالعے کو کافی حد تک آئے بڑھانے میں ہماری مدد کی ہے۔ چیدہ چیدہ عناصر کا بیان یہاں ہے اور عام نتائج ہماری کتاب میں ملیں گے۔

تیسرا اور آخری حصہ صرف ایک باب پر مشتمل ہے۔ اور یہ تاریخی لحاظ سے الحلاج پر لکھی گئی تصانیف کی ایک فہرست ہے۔ اس میں ۶۳۲ مصنفوں کی ۹۳۲ تصانیف کا ذکر ہے، جن میں ۱۰۳ عرب ہیں (۵۱۶ تصانیف[8]) ۷۵ ایرانی ہیں (۱۰۲ تصانیف) ۵۰ ترک ہیں (۷۰ تصانیف) ۷ ملایا ہیں (۶ تصانیف) ۶ ہندوستانی ہیں (۷ تصانیف) ۲ سیریاک ہیں (۴ تصانیف) ۲ عبرانی ہیں (۲ تصانیف) اور ۱۳۶ یورپین (۲۲۵ تصانیف)[9]

---

[7] ۔ تاریخ الاصطلاحات الفلسفیہ العربیہ autographed عربی متن - قاہرہ ۱۹۱۳ء 523 pp in vol 4 Indices کے ساتھ۔

[8] ۔ درحقیقت ۶۳۳ کیونکہ ۳ مصنفوں نے بیک وقت دو مختلف زبانوں میں لکھا ہے۔

[9] ۔ گذشتہ سال 'سویرا' لاہور نے حلاج پر ایک مفصل اور قیمتی 'کتابیات' شائع کی ہے۔ (مدیر)

****